

کتاب بہ ہر قسم کی خوشنودیوں وہ مسطور ہے۔ اور کوئی خاصیت بنا اجازت ہمارے تھان

وَاللّٰهُ جَدُّكَ بِالْحَقِّ دُرَّةٌ مِّمَّنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُتَّقِينَ

یعنی حضرت سید کو کم نے اور امت نے سید کو سچ مانا ہے سچی
ہیں خدا کے نور میں غرق ہیں انکا ایک ہے جو پائین خدا کے
پاس سب ہی ہر آپ حاضران و رید کی مسلمانوں مبارک ہو کہ شعب
الایمان سبکی شریف حدیث مصحح بن وادع ہے حسب تحقیق علامہ
حق تعالیٰ نے کتاب حادیش سے انتخاب کر کے مرقوم فرمایا ہے

اور توفیق و توفیق
عالم غیب
کے
جو ہر ایمانی
سے قرآنی

جیسا تفاسیر
بشرح و بطل بیان ہوا
پس سے ایمان کامل
ہو جاتا ہے۔ یہ رسالہ و مغل جنت کے واسطے کافی ہے۔
حرز جان ہے نور ایمان ہے۔ رضا کے رحمان ہے کلید
غفران ہے آمان و دجہان ہے
از انقاس مولوی عبد القادر اشہیر غلام قادر قریشی
بیروی مقیم مسجد بیگم شاہی لاہور + + +

(خادمہ و خدمتہ سلمہ رسالہ)

اس رسالہ کا دوسرا نام ہے جو صاحب الامان حضرت عالم الغیور، رشاد علم العقود اسلام آباد انکسپریس میں ہے

پیر الہ سعید بیگم شاہی سستی دروازہ لاہور میں مل سکتی ہے + + +

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى والصلوة والسلام
 على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم على كل خير
 وحسن الخلق - حدیث حضرت علیہ السلام سے فرمایا اے ایمان
 یضع و سبغون شیعۃ یعنی ایمان کے چتر اور شستر روشن شامین
 بن اظفار لیسۃ الا لہ الا اللہ و اذ لہا اما ربہ الا ذی عن
 علی بن المسلمین - و انشیہ شیعۃ من الایمان یعنی بڑا اونچا
 شیعۃ لایزال لہ الا اللہ ہے اور پست تر مسلمانوں کے رستہ سے
 سووی کو نشان ہے - اور حیا خدا و خلقت سے ایک شیعہ ایمان
 کا ہے - اس حدیث شریف کے معنیوں میں علامہ کرامتہ بقدر
 علم و مالک برآمد ہیں نبوی تفصیل فرمائی اکثر حدیث اور شامین
 حدیث سے فرمایا کہ مراد حضرت علیہ السلام کی کثرت شعبوں
 کی ہے نہ عصور و عہد و مکرر - اور محققین تفسیر سے بھی بدرالدین
 نے بعد بیان لطائف اس حدیث کے لفظ بضع کی تفسیر فرمائی کہ
 مراد اس سے سات ہیں چھوڑ دینے یا نہ شستر میں اور شیعہ
 قوم و متعلقین محمدی الدین بن مولیٰ ثقیل سے دیکھئے فرمایا کہ بضع کا
 لفظ ووستہ ونگہ بولا جاتا ہے - تو مراد غایت عدو کا ہے یعنی
 وہ شیعہ ہیں جس حسب تعدد و حروف مقطعات دراصل صغر
 قرآن میں ایک شیعہ علی بن موسیٰ کے دل میں ہے اور باقی ۸ -
 شیعہ فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں جو موسیٰ کی مخالفت کرتے ہیں -
 بن ماکہ کے نام ہی حروف مقطعات ہیں - الم الم الم الم الم

وَالَّذِي جَاء بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

یعنی حضرت حج کو لائے اور اس نے حج کو حج و تائب بنی
 ہیں خدا کے اور میں فرق میں انکا ایک ہے جو پائین خدا کے
 پاس ہیں جز یہ حاضران و رید کی مسلمانوں مبارک ہو کہ شعب
 ایمان کی تشریف حدیث صحیحہ میں وارد ہے سب تفسیر علامہ
 حنفی نے کتاب حدیث سے انتخاب کر کے مرقوم فرمایا ہے
 علامہ غیب



جیسا نظائر
 بطریق و ربط بیان ہوا
 اس سے ایمان کامل
 ہو جاتا ہے - یہ رسالہ دخول جنت کے واسطے کافی ہے -
 حرز جان ہے اور ایمان ہے - رضا کے رحمان ہے کلید
 فقران ہے آمان و دجہان ہے
 از الفاس مولوی عبد القادر الشہید غلام قلا و قریشی
 بیرونی مقیم مسجد بیک شاہی لاہور

(خاتمہ تعلیم سہ ماہی)

یہ رسالہ سہ ماہی سستی دروازہ لاہور میں مل سکتی ہے



اس رسالہ کا دوسرا نام ہے شیعہ الدین و مولیٰ علم العجیب و مکار علم العجیب اسلام آباد کتابیں خط ہند ہے

عالم ہو گئے تو آئندہ تحقیق شیخ کی بھی جاوے گی۔ اٹھین نجات آخر دی و
سعادت دینی و مادی ہے۔

کتاب شرح معانی جلد اول صفحہ ۱۱۱۔ بالذین معنی نے کہا کہ ہر شاگرد
نے شعب الایمان لکھے ہیں۔ میں سب کا خلاصہ یہ لکھا ہوں کہ شعب الایمان
تصدیق قلبی اور اقرار لسانی ہے۔ لیکن ایمان کامل اور تصدیق قلبی۔ اقرار
لسانی محل بارکان ہیں جو تین قسم ہیں۔ قسم اول تصدیق قلبی کے پیش
شعبہ تین ہیں شیعوں سے کتب عقاید مستحون ہیں۔ (۱) اول ایمان ہذات
و صفات تو حید باری تعالیٰ۔ (۲) ایمان بکتاب و رسول۔ (۳) ایمان بحدیث
عالم باسواء اللہ تعالیٰ (۴) ایمان بپیر ایمان لانا۔ (۵) ایمان بالکلیت
المکمل لکھے۔ (۶) ایمان بالوکیل (۷) ایمان بقضاء و قدر
دنیر و شریعت ایمان بروز قیامت۔ حسین سوال منکر و نکیر و عذاب قبر
بعثت و نشر حساب و وزن اعمال و عبور بہ صراط و جمع موافق میدان
حشر داخل ہیں۔ (۸) وعدہ جنت برائے مومنین و خلو مومنین در جنت
(۹) اعتقاد ببول کفار در جہنم۔ و خلو کفار فی النار او حبس محبوبان خدا
جس میں صحابہ کرام و اہل بیت۔ اولیائے عظام و سایر صالحین و
ابرار۔ اور عترت رسول اللہ و آل حضرت داخل ہیں۔ (۱۰) جہنم کی
محبت جو اوس کا اتباع محبت کی صورت ہے۔ (۱۱) اخلاص یعنی ریا
نفاق کا ترک کرنا۔ (۱۲) توبہ کرنا اور توبہ از گناہ (۱۳) خوف عذاب
(۱۴) رجاء بر اعمال صالح و ایمان بیدہی کا ترک کرنا۔ (۱۵) شکر نعمت
خدا (۱۶) وفا کے عہد۔ (۱۷) صبر و تحمل و ایثار (۱۸) تواضع یعنی تعظیم بزرگان
دین (۱۹) رحمت و شفقت بر ضعیف و مساکین و یتیم و یتیم و یتیم
(۲۰) رضا بقضاء الہی (۲۱) توکل یعنی اعتماد و رجاء امور بر تقدیر اللہ۔
(۲۲) ترک عیب یعنی خود پسندی و ترک تکبر یعنی اپنی خود مانی اور پاک

داسنی کا اظہار اور کہندہ کرنا (۲۳) ترک حسد یعنی اندرونی کینا و دشمنی
یعنی کینہ و سوخت و لی مسلمانوں کی نسبت نہ کرنا (۲۴) ترک غضب
(۲۵) ترک مٹہنی یعنی بظنی اور فریب کو ترک کرنا۔ (۲۶) ترک دنیا و
مال و متاع (۲۷) ترک جاد و جلال۔

قسم ثانی۔ یعنی اقرار بالکسائے کے سات شعبہ ہیں۔ (۱) کلمہ
توحید کا زبان سے کہنا (۲) تلاوت قرآن مجید و فرقان حمید (۳) علم
فقہ شریف کا پڑھنا و سمجھنا (۴) دعا کے حاجات و دعا کے خیر و دفع شر
(۵) ذکر الہی جس میں سب اقسام ذکر کے داخل ہیں (۶) استغفار
از معاصی (۷) انویاست اور فضول اور بچہ و بچہ کوئی چیز بختاب و پیر کرنا
قسم ثالث یعنی عمل بالارکان کے شعبہ چالیس ہیں اور تین قسم کے
ہیں۔ اول محض بذات الاشخاص جو تعداد تین سولہ ہیں (۱) طہارت
ثوب و مکان و بدن جس میں وضو و غسل بدن از نجاست حقیقی و کئی
داخل ہے۔ (۲) اقامت صلوٰۃ یعنی قرائت و نوافل و قضاء اور نماز
کے فرائض و واجبات و سنتیں و مستحبات داخل ہیں (۳) صدقہ
جس میں زکوٰۃ کفارت و صدقہ فطر و نفقات ذی رحم و نسیاقت
مہمانان و ولایم و غیر اس اولیائے داخل ہیں۔ (۴) روزہ کے سب
اقسام یعنی روزہ پاسے رمضان و کفارت و ایام میض اسبہ شوال
سب داخل ہیں (۵) حج و غیر حج جمع ارکان و واجبات و سنتیں۔
(۶) استکاف در ماہ رمضان جس میں لیلة القدر کی طلب و رجوع
بھی داخل ہے (۷) اپنا دین لیکر کفار سے دور ہو جانا جین ہجرت
از دار الکفر و دار الحرب سے بوسے دار الاسلام داخل ہے۔ (۸) نذر یعنی
مباح کو اپنے ذمہ واجب کر لینا اسے و فاسے نذر یہ ایجاب ساتھ
اللہ کے ہو یا ساتھ عباد اللہ کے۔ مثلاً خدا تعالیٰ کے ساتھ عہد کیا کہ اگر

میرا یہ کام ہو جائے گا تو میں سوچوں۔ یا سلو تو یا صدقہ شریعت نام ادا کرونگا
 یا کسی بدھ کے ساتھ ہو۔ اس طرح پر کہ اگر تو یہ کام کرے تو میں اس قدر
 تجھ کو دین گا۔ یا تیرے ساتھ کوئی اور سلوک کروں گا عرض نذرانہ بجا
 مبارک کا نام ہے۔ مال وغیرہ۔ (۴) پھر میری فی الايمان یعنی ایمان
 کا احاطہ کرنا کہ اس میں کوئی شک نہ ہو نقصان کا نہ ہو جاوے (۵) ادا
 کفارہ یعنی عقیقہ عید یا لباس یا خوراک دس آدمیوں کا یا تین دن
 روزہ کفارہ قسمین اور ساتھ آدمیوں کو وقفہ خوراک یا ساتھ روزہ کفارہ صوم و طعام
 میں دلائے ہوئے شامرو کو ناف سے تا زیر زانوں۔ اور عورت کو سارا
 بدن سوائے ہاتھوں کی پھیلون کے اور پاؤں کے داخل نماز
 ہو یا خلیج از شمس از قرص ہے (۶) قریانی یعنی پھیلان زبان سے
 نذر کرے اس کا ادا کرنا۔ (۷) میت مومنین کی تجہیز و تکفین کا
 اتمام کرنا۔ (۸) قرضہ ادا کرنا (۹) معاملات جیسے بیع و شراہ
 و کفالت و حوالہ و غیرہ جو صحافی میں صحافی حسب شرع قائم
 رکھنا سو مال و سود میں سے اجتناب کرنا۔ (۱۰) شہادت ادا
 کرنی جو چہ کامل اور اس کے اخفاست پر مبنی کرنا۔
 و شریعت عمل بالارکان کا مختص متعلقین ہے۔ اور یہ چھ
 شے ہیں (۱) نکل کر کے حرام سے بچنا (۲) خیال کے حقوق نان و
 نفقہ ادا کرنا جس میں دیکھوں سے نرمی کے ساتھ سلوک کرنا داخل
 ہے۔ (۳) والدین اور باقی اہل حقوق کے ساتھ وفاداری اور
 سلوک کرنا اور انکی نافرمانی سے بچنا (۴) تربیت و تعلیم
 و تادیب اولاد کی (۵) مسلمہ رومی کو قائم رکھنا یعنی رشتہ داروں
 سے میل جول و ملاقات کرنی۔ اور رشتہ قائم رکھنا۔ (۶) طاعت
 الہی یعنی غلام کو اپنے آقا کی رضا گرد کو استیاد کی اور مرید کو اپنے

مرشد کی اطاعت کرنا۔
 تیسرا قسم عمل بالارکان کا عام مومنین کے ساتھ متعلق ہے
 اور اسکے ۱۸ شعبے ہیں۔ (۱) حکومت بالعدل (۲) جماعت مومنین
 کے ساتھ اتفاق کرنا یعنی جماعت اولی صحابہ کرام کی پیروی مومنین اور
 جھوٹدین کی ہے یا بندی تابعین اور صاحبین امت کی ہے۔ بعد
 جماعت اہل مکہ و مدینہ یعنی حرمین شریفین کی ہے کہ انکا تقویٰ صلی
 وسلم فی الدین ہے انکا مخالفت دور از رحمت خدا ہے (۳) اہل کفر
 یعنی سلاطین امر معروف کرہو النون کی تابعداری کرنی۔ (۴) باعصم
 مسلمانوں کا اتفاق کرنا نہی سے ہو یا گرمی سے ہو جس میں قتال
 خواج و باغیان یعنی مخالفین عقائد میں مخالفت عقیدہ اہل سنت
 و الجماعت داخل ہے۔ جیسا کہ شامی نے کتاب بغاۃ میں مخالف اہل
 سنت و الجماعت کو خواج و باغی کہا ہے (۵) وفاداری پر مرد
 و عانت کھڑی رہنا۔ امر معروف و نہی عن المنکر یعنی نیکی کا امر کرنا اور
 بدی سے منع کرنا (۶) اقامتہ الحدود یعنی پادشاہ کو مرتکب کبائر
 پر حدود اللہ جاری کرنا یعنی قصاص قاتل سے لینا۔ زانی اور شرابی
 پر حد لگانا۔ اور قطعید سارق کا کرنا۔ اور دیگر تعزیرات ماسوائے ان
 جو اہم کے حسب رائے حاکم جاری کرنا (۷) جہاد فی سبیل اللہ کرنی تاکہ
 جہاد سد ثغور یعنی دار الحرب کے راہ گزروں پر چھاؤنیاں و انیان۔ (۸)
 امانت کا ادا کرنا یعنی جس ایسی پانچواں حصہ جو اللہ اور رسول
 کا حق ہے۔ مال غنیمت سے ادا کرنا (۹) کسی مسلمان کو قرض حسنہ دینا۔
 اگر لیا ہو تو پورا ادا کر دینا۔ (۱۰) مسلمان کی عزت و خدمت کرنا (۱۱)
 مال کا حق کرنا بطریق و جہ حلال۔ (۱۲) اتفاق مال بوجہ حلال و بلا اسلاف
 بقدر حاجت و بازیافت و نقصان (۱۳) مومنین کے سلام کا جواب

دینار۔ باستثنا ان حالات کے چہان سلام دینا کر ہے۔ مثلاً بوقت
 قرآن شریف یا بوقت سماع اذان یا بوقت اکل طعام یا بحالت
 برائی۔ یا بحالت ناسترودع وقت اشتغال بعیان۔ (تشریح)
 یہ دو سلام مختص بسلام زیارت اشخاص ملاقات ہے۔ اور جو شخص
 عند الحاکم برائے ادا کے شہادت یا درجہ برائے نماز ادا ہے
 اور سلام کے اور اہل حکم یا اہل مسجد کو سلام کہے۔ تو اس سلام
 کا جواب واجب نہیں ہے۔ دھرم تشریف اعلیٰ علیہ السلام
 کا جواب دینا جب چھینکے والا و الحمد للہ پڑھے تو مسامح
 ید حمتک اللہ کہے رہے کسی کو ضرر نہ پہنچانا۔ رہے اگر یہ وہ بات
 ولہو ولعب سے پرہیز کرنا۔ (۱۸) مسلمانوں کے رستہ سے مونی
 دور کرنا۔ والسلام وحید الیٰ حیتنا م۔ عین شرح بخاری جلد ثانی ص ۲۲۰
 بزل حدیث کافی دینی من خلقی کما ادری فی جہۃ تلیق یعنی جہنم کے لیے
 دیکر تیار ہوں جو اس لیے میں دیکھ کر کہ لا شاعۃ حیک کہ شکر تو دینی اور
 مواجہۃ ولا مفاہیۃ و یومر انا علی الصین ینہ اندلس قلت کھو گئی جہنم
 آخر النبیۃ ان الرویۃ لا یستروا لہا عقلا عشو ولا مفاہیۃ لا یومر کلن لہ
 حکم ایچا و روتہ اللہ تعالیٰ فی النار لا یخیر خلا لا لہ عاۃ لہ فی النار یہ مطلقاً
 واللمشیۃ والکرامۃ فی خلقہا عن المواجهۃ والکفران قالہم عاۃ ما جو ذوا دور
 اللہ تعالیٰ لا یخیر عاۃ لہم کونہ تعالیٰ فی السجۃ والکفران واحل السکۃ اکتیور وکتیہ اللہ
 تعالیٰ بالنقل والعمق کما ذکر فی موضعہ دینیہ والکفران علی ان تالک الشوریۃ
 مکتوبہ عن الیٰ تطایع والموایجہۃ ورافال الشاعریہ یعنی اس حدیث میں ہر
 سنت الشاعریہ کی منہ ہے کہ رویت میں مواجہت اور مقابلہ ضرور نہیں اور طائر رکبتہ
 زن کہ عین من اند مالک الفرقہ کے چکر کو دیکھے کہتا ہو عین حق کو نزدیک بل سنت
 جماعت کے کہ رویت میں عطا شرط نہیں کہ اگر کثرت دیکھے یا مقابلہ ہو یا قریب ہو

ایک سطر سے کہتے ہیں کہ قیامت میں اور عذاب ہو گا۔ برخلاف مسلمانوں کے جن کو اللہ تعالیٰ جہنم کے ذریعہ عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

روایات سنت والجماعت کے ہیں کہ جہانگیر شاہ جہاں کے ساتھ بیان کر کے کہ وہ دینار یا سلام دینا کر ہے۔

رسالہ علم الغیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وسكوت على ما كان في الدنيا من اختلاف اقا بعد من سلام علم الغيب
 کا اہم مسائل اعتقادی سے ہے اب سوال ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یا حضرت سلطان شیخ سیّدی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پڑھنا اور ان کا
 سنا صحیح ہے یا نہیں اس مسئلہ کو مدلل بدیل آیت و حدیث بیان کرو و اللہ
 التوفیق الجواب یہ مسئلہ مراتب الالہیہ علمائے کرام میں مشابہ ہے
 سب کو دھوکا ہوا بڑے بڑے رسالے لکھے لیکن مفید مطلب نہ ہوئے
 افتاء غیب سے معنی مراد کو پہنچنے اور وظیفہ معولہ نابین فقرائے صوفیہ
 یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بوضاحت نہ بیان ہوا غائب کے کلام
 کو علم غیب کہتے رہے اور لریق مخالف خاموش ہو رہی کشاکش کہ اگر علم غیب
 ہوتا ہے تو بالہام ربانی ہوتا ہے ہر وقت زمین ہوتا۔ قابل اور عجیب بل
 مطلب سے یہ نصیب رہے اور مطلب اُمت کریمہ عالم الغیب
 والشواہد کا عموم علم باری تعالیٰ کا ساتھ ظاہر اور باطن کے اور آیت
 کریمہ لا یعلم الغیب الا اللہ یعنی غیب کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں
 جانتا اس سے خصوص علم غیب کا بذات اللہ ہے پس جو کچھ عالم
 شہادت میں واقع ہوا اسکا علم خاصہ خدا نہیں دوسرے اور آدمی
 اور جنات و حیوانات ہی شریک ہیں یہ بات کہ دور اور نزدیک
 سے یکساں جانتا اور ہر وقت ہر ایک واقعہ عالم شہادت کا شاہد
 و عالم ہوا خاصہ خدا ہے یا نہیں علم غیب جو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے

وہی ہے جو متعلق بڑا ات اقدس ہے اور جو کچھ مخلوق ہے وہ عالم شہادت ہے عالم شہادت اسبواسطے نام رکھا کہ وہ خلقت سے مخفی نہیں جو مخلوق فطرت اصلی پر ہے اور اللہ کی تسبیح اور تقدیس کرتی ہے اور سپر کرئی شے عالم شہادت کی مخفی اور پوشیدہ نہیں ہر ذرہ عالم کا تسبیح کرتا ہے سبکو دیکھتا ہے سبکی باتیں سنتا ہے لیکن اسکی بات سمجھ نہیں آتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَالَّذِينَ لَا يَرْجُونَ ظَهْرًا مِنَ اللَّهِ وَرَأَوْا كِسْفًا مِّنَ الْجِبَالِ هَارٍ فَكُفُّوا أَعْيُنَهُمْ** لیکن تم تسبیح او کی زمین سجود انسان کامل کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنا یا خلیفہ کا حکم بھی جاری ہوتا ہے جب مخلوق کی بات چیت حرکات نیک و بد سے واقف ہو ہر چیز کو خطاب کر کے حکم فرمائے وہ چیز خلیفہ کی بات سمجھی ہو دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **يَوْمَ تَشْهَدُ** اخیاد ہمارے دن زمین اپنی سب باتوں کی خبر دے گی زمین دیکھتی سنتی ہے مگر بلا اذن خدا کے بولتی نہیں قیامت میں جب اذن ہوگا سب کچھ کہو گے گی ایسا ہی آفتاب بعد غروب کے سجدہ پیش کرے رب العالمین کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر چہتا ہے کہ میرے بندے کیسے تم کو عرض کرتا ہے کہ جب میں گیا تو ذکر کرتے تھے اور جب میں آیا تو ذکر کرتے تھے اب آفتاب کے بعد کو خیال کر کے گوشہ نشینوں کے اذکار خضیکا سے عالم غیب نہیں سہے اور ایسا ہی درخت و آسمان بہشت و دوزخ ہر ایک نیک بندہ کو جانتے ہیں اور قیامت میں سب کو اہی دینگے دوزخ کو لے کر اپنی طرف کھینچے گا بہشت نیکو کو اپنی طرف مقناطیس کی طرح جذب کر لے گا۔ اسبواسطے حدیث شریف میں آیا ہے **مومن کامل ہر طرح سے مثل برق خاطف کے ایک چمک میں گزر جاوینگے بعض تیز آنکھ کی طرح جاوینگے بعض گہوڑے کی طرح جاوینگے حدیث شریف میں**

ہے کہ مومن کہتا ہے **أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ أَسَى** وقت دوزخ کہتا ہے **أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ أَسَى** غرض عالم شہادت میں دوزخ سے دور بہشت و دوزخ ہے کیونکہ بہشت بر آسمان بہشت ہے جہاں آسمان عرض ہے اور دوزخ زیر بہشت زمین ہے جب مومن کی آواز مومن سے نکلتی ہے تو دوزخ سنتا ہے اور بہشت والے بھی اسی طرح سنتے ہیں حدیث شریف میں ہے جب عورت اپنے شوہر صلح کو رات کی وقت تھلید میں حفا ہو کر کچھ کہتی ہے تو حوران بہشتی اسکی آواز سنکر کہتی ہیں اسے کجحت تو اس نیک مرد کا دل نرود کیا کہ چند روز تیرے پاس یہاں ہے ہمارے پاس آنیو الا ہے یہ کہنا۔ اور سنتا حوران کا اور دیکھتا ہر وقت اور ہر شخص عورت کے ساتھ ہوتا ہے جو حوران نامزد جس مومن کی ہو رہی ہیں اوس کی عورت سے بھی خطاب کرتی ہیں اور فرشتے آسمانوں کے جب امام **وَالْحَافِظِينَ** پڑھتا ہے ایمان کہتے ہیں خصوصیت کسی آسمان کی نہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب چاند کو اشارہ اٹھلی سے کیا تو وہ دو ٹکڑی ہو گیا ایک ٹکڑا کہہ اربا دوسرا مشر کو چلا گیا جب وہ ٹکڑا اپنی جگہ واپس گیا تو دوسرا ٹکڑا مغرب کو چلا گیا چاند دیکھتا سنتا تھا حکمران کراٹھلی کا اشارہ چمک رہا تھا ہو گیا اسطرح جس درخت کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بولایا وہ بولا جس پتھر کو بولایا وہ یہی کلمہ شہادت پڑھتا رہا اور جب حضرت ہشتر ہر سو راہو کر ستر مین رات کو چلتے تو درخت سامنے والے ہٹ جاتے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت روان پر دربار لگائے ہوئے چند ماہ کے سفر سے جنگل و دشت و دروازہ سے آواز چوٹی کا سنتا اور ہنستا پھر چوٹی کو خطاب کرنا اوس کا جواب دینا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ ہر اکون کو دور و نزدیک سے دیکھتا

سننا یکسان ہے شیخ محمد بن عبد بن عربی قدس سرہ فرماتے ہیں اَللّٰهُ ذُو
 السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کے ذریعہ
 و آسمان وغیرہ کو روشن کر کے قائم کر رہا ہے وہ نور سب ذات کے
 اندر مظاہر ہے جب عارف کا دل منور ہو رہا ہو جاتا ہے تو ہر چیز
 دور و نزدیک ہر رعبہ اس نور کے یکساں نظر آتی ہے کوئی چیز پوشیدہ
 نہیں رہتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ
 نُورًا مِّنْ نُّوْرِ حُجَّتِي ثُمَّ نُورٌ مِّنْ نُّوْرِ حُجَّتِي لِيُنْصَرِفَ اِلَيْهِ اَوَّلُ مِيرَاثِي
 پیدا کیا پھر خلقت کو میرے نور سے پیدا کیا جیسے سب مخلوق میرا نور
 نور الہی ہو نور نبوی ہے مسموم ہو رہی ہے۔ اس نور کے سبب سب
 حضور نبوی میں حاضر ہیں غائب کوئی نہیں اسکی مثال علمائے
 الہی ہے جیسے چودہویں رات کا چاند کہ ہر جگہ میں یکساں نور افشان
 و حاضر ہے یہ ذکر عالم شہادت کا ہے اور عالم غیب جسکا علم خاصہ
 الہی ہے وہ تعلیم اللہ تعالیٰ کے حضرت اور وارثان حضرت کو حاصل
 ہے فَادْرِكْهُ عَلَى غَيْبِهِ احَدًا اَلَا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ يُّعْنِي غَيْبِ
 خاص اپنا سوا کے اپنے رسول پسندیدہ کے کسی کو نہیں دیکھا شاہ
 عبد العزیز قدس سرہ نے فرقی کیا ہے کہ خدا رسول کو اصل غیب کہا
 دیتا ہے اور ولی کو عکس غیب یعنی ولی کے دل پر غیب کا نقش
 ہو جاتا ہے جیسا شیشہ میں باغ و مکان کا نقش آجائے تو شیشہ
 کے دیکھنے سے باغ و کہانی دیتا ہے اور رسول خدا باغ دیکھتا ہے۔
 غرض رسول و ولی پر کشف غیب خاصہ خدا کا ہو جاتا ہے۔
 فرق اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ذاتی ہے اور رسول و ولی کو کشفی۔
 رسول و ولی میں ہی کشف بالذات اور بالواسطہ کا فرق ہے اس
 علم غیب سے جو خاصہ خدا ہے بحث کرنی کہ رسول و ولی کو ہے یا نہیں

بالکل ایمان ہے دور ہے کیونکہ علم غیب کے ذریعہ رسول نے
 اور رسول کے ذریعہ سے ولی بنے اب یہ بات کہ رسول و ولی کو
 کس قدر علم غیب ہے یہ باب بجا ہے کیونکہ جو علم قرآن شریف میں
 ہے جسکے ساتھ ایمان لانا فرض ہے وہ جلد اسما و صفات و احکام
 باری تعالیٰ کے ہیں اور ہر احوال قیامت کے میدان حشر کے اور پشت
 و زنج کے ابدال ہا نکات یہ سب علوم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام
 و کمال روشن ہیں آپ کا ارشاد ہے اَوْتِيْتُ عَلَيَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ
 یعنی مجھ کو اللہ تعالیٰ نے علم اولین و آخرین کا دیا ہے کوئی علم ہو دنیا
 ہو نجوم احکام شریعت کے ہوں یا احوال ملائکہ کے ہوں سب کچھ
 حضرت کو حاصل ہے اور حضرت کے وارثان پر سب تابعداری
 و تقویٰ کے روشن ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجَعَلْنَا لَكَ ذُرِّيَّةً
 يَلِيْكَ فِي الْاَمْرِ اَلَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ اُولُو الْاَلْبَابِ
 کہ اسکو روح دیتے ہیں ہم اور نور جس کے سبب لوگوں کے
 اندوہی حالات کے سیر کرتا ہے ایسا ہی حضرت عفوٹ پاک نے
 فرمایا ہے کہ اگر شریعت کی لکام نہ ہو تو زمین ٹکڑے ٹکڑے
 اندر رفتی کی خبر دیتا اور تم میرے سامنے ایسے ہو جیسے شیشے کے عذر
 کی چیز نظر آتی ہے مگر ظہار اسرار باطنی کا حکم شرعی نہیں بعد اس تمہید
 کے تعریف نبی و رسول اللہ العزیز اور خاتم النبیین اور ولی و خاتم
 الاولیاء کی جدا جدا کرنی واجب ہے کہ ہر مومن اپنے ایمان سے
 واقف ہو اور ناواقف سے چھاء ضلالت میں نہ پڑے۔ زر قافی
 شرح مواہب اللدنی ص ۱۱۱ لَعَزَّ اِلٰهِي النَّبُوَّةَ عِيَادَةً عَمَّا يَخْتَصِ
 بِهِ النَّبِيُّ وَ يَفَادِقُ بِهِ غَيْرُهُ هُوَ يَخْتَصُّ بِاَنْوَاعِ مِنَ الْخَوَاصِ
 اَحَدُهَا اَنَّهُ يَعْرِفُ حَقَائِقَ الْاَسْمَاءِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِاللّٰهِ وَ صِفَاتِهِ

و متشابهة والذات الاخرى على ما اختلفا عليه في بركات الاعلاليات و
 زياد الكشف والتحقيق ثانياً ان له في نفسه صفة بها تتم بها
 الاعمال المتعارفة للمادة كما ان لنا صفة تتم بها الحركات المتعززة
 بارادتنا وهي القدرة على ثلثها ان له صفة بها يتجلى المثلثة ويشاهد
 به كما ان البصير صفة بها ينفارق الاعلى رايتها ان له صفة
 بها يدرك ما سيكون في الغيب فهذه الكمالات وصفات تقسم
 كل منها الى اقسام انتهى امام غزالي في فرمايا نبوة مراد
 اوس وصف من جو شخص به سادس نبی کے اور ممتاز ہوتا ہے
 ساتھ اس کے غیرون سے اور نبی شخص ہے ساتھ چار خواص کے ایک یہ
 ہے کہ اس کے ساتھ جاتا ہے حقائق امور متعلقہ ساتھ اللہ کے
 اور اس کی صفات کو اور ملکہ اور دار آخرت کو ایسا علم کہ جن کے
 سبب دوسروں سے ممتاز ہو جاتا ہے ساتھ کثرت معارفات
 کے اور زیادتی کشف کے اور ساتھ تحقیق کے دوسرا خاصہ یہ ہے کہ
 اوس میں ایک ایسا وصف ہے جس سے معجزات پورے کرتا ہے
 جیسا کہ ایک باری صفت ہے جس کے ساتھ پوری حرکات ارادہ
 ہوتی ہیں اس صفت کا نام قدرت ہے تیسرا خاصہ یہ ہے کہ
 اس میں نور ہے جس کے ساتھ فرشتوں کو مشاہدہ دیکھتا ہے جیسا کہ دنیا
 آدمی کیواسطے ایک نور ہے جس کے سبب نابینا سے ممتاز ہوتا ہے
 یعنی نبی بنا ہے اور خلقت نابینا چوتھا خاصہ یہ ہے کہ اس کو نور ہے
 جس کے ساتھ عالم غیب میں چیزوں کو دیکھتا ہے جو آئندہ ظاہر ہونے والی
 ہیں یہ سب خواص کمالات ہیں ان صفات سے بہت اقسام پیدا
 ہوتے ہیں اور رسول وہ ہے جس کو حکم اظہار اور تبلیغ احکام شرع کا
 حضور باری تعالیٰ سے ہوا اور الو العزم رسول وہ ہیں جن کو حکم جہاد و

القتال یا سادس خالص الغیون کے ہو اور سادس النیقن وہ ہیں کہ کل کمالات
 انبیاء کے اور کل احکام شرع کے اور سادس کمالات ذاتی و شریعت
 منزلہ بر خود کے جامع ہو کوئی حکم شریعت کا قیام تک ہو نیوالہ
 باقی نہ رہتا وہ انکی شریعت کاملہ کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا اور
 نہ انکی شریعت کامل ہو کوئی حکم باقی رہتا ہے اور ولی کامل وارث
 ۱۲۴۰۰۰ ایک لاکھ چوبیس ہزار علم انبیاء کا اور چوبیس ہزار اپنی شریعت
 کا۔ جملہ ۱۲۸۰۰۰ ہزار ہے کہ جامع جمیع منازل ولایت کا ہو۔ ظاہر
 میں تلو منازل ہیں اللہ ہی درجات پیشت کے ہیں اور منازل باطن
 کے ایک لاکھ اٹھتالیس ہزار درجہ ہیں ان منازل کا علم چار قسم ہے
 ایک علم لدنی دوم علم نوری سوم علم جمیع و تفرقہ چہارم علم طبعیات
 عناصر اربعہ و مولدات ثلثہ علم لدنی وہ علم ہے کہ متعلق با مورذاتہ
 اللہ تعالیٰ کے ہو اور علم نوری وہ ہے کہ متعلق با لوازم جمیع ملائکہ ہو۔ اور
 جمیع و تفرقہ وہ ہے کہ متعلق بجملة اظام ایجاد عالم اسکان کے ہو لوح
 محفوظ اس علم کا ایک شعبہ ہے اور علم طبعیات وہ ہے کہ متعلق
 بکائنات عالم دنیا کے ہو یہ علم ارذل العرش ہے۔ کیونکہ متغیر متحول ہوتا
 ہوتا رہتا ہے یہ علوم خاصہ اس امت مرحومہ کا ہے ان سے پہلے کیوں
 یہ علم نہیں ہوا یہ ولی کامل جہد عالم شہادت پر قائم ہے کل عالم کو
 زیر نظر رکھتا ہے عالم شہادت عالم وجود کا نام ہے اور عالم غیب
 عالم معدوم کا نام ہے جیسا کہ شافعیین تصدیقاً لا الغیب والشہادۃ
 لکہا ہے۔ اور علم غیب وہ قسم ہے ایک غیب برزخی جو درمیان
 غیب مطلق و عالم شہادت کے ہے جو چیز عالم شہادت سے غایب
 ہو جاتی ہے اسکی صورت عالم برزخ میں رہتی ہے علم غیب مطلق
 وہ ہے کہ جو عالم برزخ سے بالا ہے وہ خاصہ انبیاء ہے اس غیب مطلق

کو رسول مرخصی پر ظاہر کرتا ہے غلام اللہ علیہ غیبہ احد (الامین
 المرقط من رسول فانه يسلم من بين يدي ومن خلفه رصداً
 یعنی غیب خاص اپنا کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر اس رسول پر جبکو
 پسند کر لیا ہو اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ اگر دوسرے فرشتے حفاظت
 کیواسطے بھیجتا ہے یعنی درمیان اللہ تعالیٰ کے اور رسول مرتبے کے
 کوئی واسطہ نہیں فرشتے اور گزرا اس نور کے ہوتے ہیں جطرح فرج
 حلقہ بانوبے ہوئے گردباد شاد و سکھ ہوتی ہے۔ یہ ملائکہ اس نورنازل
 کے محافظ ہوتے ہیں کہ شیطان کا خیال اندر نہ آوے اسواسطے کہ
 اس نورنازل میں سعادت عظمی مخلوق کی ہے علم حضرت علیہ السلام
 علیہ السلام کی حد نہیں جب کے نور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وقل دی
 ذی علی علما کہ اسے حبیب میرے سے میرے رب جبکہ علم زیادہ
 وہ حضرت کا علم حقائق اور معرفت کا ہر وقت زیادہ ہوتا جاتا ہے
 کسی حد پر نہیں تا نہیں علم شریعت کا ختم ہو گیا اسکی زیادتی غیر ممکن ہے
 مگر علم حقیقت کا اور معرفت الہیہ کا ہر وقت ترقی پر ہے ہر شخص۔
 حضرت کے علم کی حد اور نہایت کا قائل ہو وہ مخالف حکم قرآن
 کا ہے مفتوحات کی جلد دوم باب ۳۷ جواب سوال اول
 نزول اللہ حکیم محمد علی ترمذی۔ باب الحادی والعشرون و
 ثلث مائة جلد ثالث۔ العالم عالمان محسوس وغیر محسوس
 اول عالم شہادت دوسرا عالم غیب بعض اوقات غائب بعض
 اوقات محسوس ہوتا ہے دوسرا عالم شہادت ہے پس علم غیب وہ
 ہے جو مطلقاً محسوس نہ ہو عقلاً یا اخبار معلوم ہو مگر عالم شہادت
 میں ہے یہ محسوس بغیر اللہ ہے کیونکہ صاحب جس عالم یا محسوس
 سے پاک ہے سکرک عالم غیب کا علم ہے بالذات اہل طریقت پر

لازم ہے کہ علامہ ذی سائتہ اللہ کے رکھے۔ اسکا نام عبودیت ہے
 اور یہ لکھ لایزال ہے اور یہ عبد عالم ہر ترخ پر قائم ہوتا ہے۔
 ہر ترخ عالم موہوم ہے و علم ما بین غیب اور شہادت کے ہے
 جو چیز عالم غیب سے عالم شہادت میں آنوالی ہے یہ عبد قائم
 اس کا عالم ہے (جیسا کہ نبی کے خاص میں بیان ہوا) اور جو چیز عالم
 غیب سے عالم شہادت میں آتی ہے پھر فنا ہو جاتی ہے پھر عالم
 ہر ترخ میں جاتی ہے اسکا رجوع نہیں جسے اعراض کہتے ہیں بالامثال
 لہو و اینا جہالت سے یہ چیز آتی تھی وہ غیب اسکا تھی ظاہر ہو کر غیب
 بجائی میں داخل ہو گئی (یہ مسئلہ مشکل ہے) علامہ ظاہر و باطن
 استغنی میں کہ عالم شہادت ہر وقت فنا ہوتا ہے اور دنیا وجود اسکو
 لگتا ہے۔ یہ سرعت فنا اور ظہور سے چیز کا بقا معلوم ہوتا ہے جیسا
 بیرونی روئے پر جگر دین کو ایک لک کا دائرہ معلوم ہے۔ دراصل ایک
 ہی ہے کہ ترقی جاتی ہے۔ ایسے ہی عالم شہادت بالاعراض
 عند الاعراض ظاہر و باطن ہر عند الشیخ اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ متحد ہے یا
 باقی ہے عوام باقی جانتے ہیں۔
 جب عبد اس مقام پر قائم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے قبضے
 میں کر لیتا ہے ما بین غیب اور شہادت کے قائم رہتا ہے۔ اور
 یہ مقام صلیبی اکبر کا ہے یعنی اہل مشاہدہ کا۔ اور یہ واقف دونو
 غیب و انجی غیب محالی و اسکا تھی پر معلوم ہوتا ہے۔ علم حضرت علیہ
 السلام علیہ وسلم کا یہ سب مخلوقات کو جب حضرت مسلم معراج
 شریف میں حضور میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ائتدبوا یا محمد
 یحفظکم لئلا یؤذیہم شیطان آئی محمد کیا آپ جانتے ہو کہ فرشتے مقرب
 کس بات میں بحث کرتے ہیں۔ حضرت نے عرض کیا میں نہیں

جانتا پس اللہ تعالیٰ نے پانچ قدرت کا حضرت کے دونوں شانوں میں
رکھا۔ اوہی سرور اور نور دل میں حضرت کے گیا۔ زمین و آسمانوں
کی چیزیں روشن ہو گئیں پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد جانتے ہو۔
فرشتے مقرر ہیں کس میں چکر ہے زمین عرض کیا کفارات و درجات و
منجیاں ہلکات میں ایک دوسرے سے بدھتے ہیں کہ گناہوں کا کفلا
کیا عمل ہے اور درجات ترقی کا کیا عمل ہے۔ اور بہشت کی جانب
سے کیا عمل رکھنا ہے اور دوزخ کی جانب سے کون سا عمل بچانا ہے
جواب کسی کو نہیں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سب کو جواب دیو
حضرت علیہ السلام نے سب کے جواب دیئے فرشتوں نے۔
یہ کہنے لگا ہر باطن کیسا وسیع ہے۔ اس سے بھر ہر وقت ترقی علم درجہ
ہے۔ واللہ جودہ خیر اللہ من الاولیٰ یعنی جو حالت آئندہ ہے پہلے
سے تمہارے واسطے اچھی ہے شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر میں لکھتے
ہیں جتنی کہ کوئی صفت بشریت کی آپ میں نہ رہی سب صفات
باری تعالیٰ کے ہو جائینگے جب صفات باری تعالیٰ کے ساتھ موصوف
ہو سکے تو دیکھنا سننا حضرت کا بعینہ دیکھنا سننا خدائے تعالیٰ کا ہے
اور شاہ عبدالعزیز صاحب و تفسیر دیکھو ان الرسول علیکم سہیلہ
کے کہتے ہیں کہ حضرت پور رسالت امت کے اعمال

ظاہری باطنی اور تفاوت
اعتقادات دیکھتے ہیں۔ اور حدیث قدوسیہ کے امکان آتی ہیں
عمل میں سب سے پیش کیے جاتے ہیں عمار یا سراوی سے کہ روز
مرہ حضرت پور رسالت کے اعمال آتے پیش ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک
ان کو سر شہ جانتے اور دیکھتے ہیں حاصل اصول اس سب کا ہے
ہے کہ حضرت موصوف بہ صفات اللہ ہیں جس طرح اللہ سے کوئی

لازم ہے کہ علامہ ذاتی ساتھ اللہ کے رکھے۔ اسکا نام عبودیت ہے
اور یہ ملک لا یشال ہے اور یہ غیب عالم ہر حق پر قائم ہوتا ہے۔
ہر حق عالم سوہوم ہے و وہم ما بین غیب اور شہادت کے ہے
جو غیر عالم غیب سے عالم شہادت میں آنی والی ہے یہ عبد قائم
اول کا عالم ہے اجساد کبریٰ کے خواہ میں بیان ہوا اور جو ہر عالم
غیب سے عالم شہادت میں آتی ہے پھر فنا ہو جاتی ہے پھر عالم
ہر حق میں جاتی ہے اور کما یزعم نہیں جسے اعراض کہ تخید بالامثال
ہو تو ایسا جہان سے یہ چیز آتی تھی وہ غیب اسکا تھی شہادت پر ہو کر غیب
محالی میں داخل ہو گئی دیر سارہ مشکل ہے علماء کے ظاہر و باطن
اس پر تفرق ہیں کہ عالم شہادت ہر وقت فنا ہوتا ہے اور نیا وجود اسکو
لگتا ہے۔ یہ سر مست فنا اور ظہور سے چیز کا بقا معلوم ہوتا ہے جیسا
ہی روشن کہ جہان میں تو ایک گت کا دائرہ معلوم ہے۔ اور اصل ایک
بھی ہے کہ ہر حق میں جاتی ہے۔ ایسے ہی عالم شہادت بالاعراض
عند العلماء ظاہر و باطن ہر عند الشیخ اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ متحد ہے یا
جانی ہے عوام باطنی جانتے ہیں۔

جب عبد اس مقام پر قائم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے قبضہ
میں کر لیتا ہے ما بین غیب اور شہادت کے قائم رہتا ہے۔ اور
یہ مقام صحابہ کبر کا ہے یعنی اہل مشاہدہ کا۔ اور یہ واقف دونوں
قبیوں یعنی غیب محالی و اسکا تھی پر مطلع ہوتا ہے۔ علم حضرت علیہ
السلام علیہ وسلم کا محیط سب مخلوقات کو جب حضرت صلح معراج
شریف میں حضور میں بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انا قد رزقنا محمد و آلہ
یخبرکم لکذوہ الا کھلا ای محمد کیا آپ جانتے ہو کہ فرشتے مقرب
کس بات میں یحشا کرتے ہیں۔ حضرت نے عرض کیا میں نہیں

جانتا میں اللہ تعالیٰ نے ہاتھ قدرت کا حضرت کے دو اوزار میں رکھا۔ اوہی سروی اور نور دل میں حضرت کے الیا۔ زمین و آسمان کی چیزیں روشن ہو گئیں ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد جانتے ہو۔ فرشتے مقرر ہیں کس میں چکر کرے ہیں عرض کیا کفارات و درجات و نجیات مہلکات میں ایک دوسرے سے پرچتے ہیں کہ گناہوں کا کفار کیا عمل ہے اور درجات ترقی کا کیا عمل ہے۔ اور بہشت کی جانب سے کیا عمل روکتا ہے۔ اور دفع کی جانب سے کون سا عمل بچاتا ہے جواب کسی کو نہیں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سب کو جواب دے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے جواب دیئے فرشتوں میں لئے۔ یہ کشتہ ظاہر باطن کو سا و کھچ ہے۔ اس سے پھر ہر وقت ترقی علم درجہ ہے۔ و کذا جزو کذا لکھ میں اکاؤٹ۔ یعنی جو حالت آئندہ ہے پہلے سے تھہرے واسطے ابھی ہے شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر میں لکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ کوئی صفت بشریت کی آپ میں نہ ہوگی سب صفات باری تعالیٰ کے جو جائینگے جب صفات باری تعالیٰ کے ساتھ موصوف ہوئے تو دیکھنا۔ سنا حضرت کا بعینہ دیکھنا سنا حد کے تعالیٰ کا ہے اور نیز شاہ عبدالعزیز صاحب در تفسیر دیکھو ان الوہی علیکم شیخنا کے لکھتے ہیں کہ حضرت بنور رسالت امت کے اعمال

ظاہری باطنی اور تفاوت اعتقادات دیکھتے ہیں۔ اور حدیث تعرض کذا کمال اقصیٰ یعنی امت عمل میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں عمار یا سراوی ہے کہ روز مرہ حضرت کے اعمال امت پیش ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک امت کو حضرت پرچا ہے اور دیکھتے ہیں۔ اصل اصول اس مسئلہ کا یہ ہے کہ حضرت موصوف بہ صفات اللہ ہیں جس طرح اللہ سے کوئی

پہر معنی نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہر معنی نہیں۔ و کذا انیتا کذا سبھا صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر شیخ محی الدین عمری قدس سرہ لکھتے ہیں۔ یہ سات صفات باری تعالیٰ کے حضرت کو دو دفع عنایت ہوئے ایک دفع مقام قلب میں دوسری دفع مقام روح میں۔ و انوار الہیہ کی تفسیر فرمائی ہے کہ نور الہی مقرون جمیع اسماء و صفات ہے یہ ظہور حضرت کو دیا گیا۔ اور علامہ آدھابہ کرام غزوات شام وغیرہ میں یہ ہے۔ سنت صحابہ کی امت پر واجب العمل ہے۔ کہ سب صحابہ ہر وقت حملہ برادر یا محمد آیت آیت یا مصلو و انوار اللہ یعنی اسے محمد کفار کو مارو اسے حضرت منصور نصرت اٹھارو۔

دیکھو اس مذاہن تین باتیں ثابت ہیں۔ حضرت کا حاضر جہاں ہے۔ وفات شریف کے نہا کا سنا اور ادا کرنی جو شخص اس بات کا منکر ہے وہ قرآن شریف کا منکر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان صحابہ پر جوار و انصار کی تشریف فرمائی۔ کذا جزو کذا لکھتے ہیں تم سب مخلوقات سے پہلے ہوئی کا امر کرتے ہو بدی سے ہٹاتے ہو خدا است راضی وہ خدا سے راضی ہو جماعت صحابہ کا منکر ہو اور انکے فعل کو ناجائز سمجھے وہ کافر مخلوق ہے۔ اہل اسلام پر اتباع صحابہ کرام کا فرض العین اعتقادی و ایمانی ہے۔ جس کا اعتقاد مطابق اعتقاد صحابہ کے نہیں وہ شقی ناری ہے۔ اور معانات اطلع دیکھتے حضرت کی صحابہ کرام کو در معاملہ مار یہ نصرت صاحب قلعہ دار الدین کہ جسکے ساتھ اسکا نقل ہو انہما وہ اسکا بیٹا تھا شعی عمود جب امیر عیاض ابن خاتم کے پاس آئی اور ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوتی ہوں۔ اس کا منشا تھا کہ اس فریب سے ایک سو اصحاب کیا قلعہ میں لے جاؤں اور وہاں انکو محبوس کر کے پھر مطالبہ کروں کہ عمود محبوس عنہ اللہ بہ ان صحابہ محبوبین کے

عوض دیدو۔ تب چوڑوں کی۔ امیر عیاض ابن غانم کے جواب
 دیا کہ یہ تیرا فریب ہے۔ تیرا عشاء دلی یہ ہے جو مذکور ہوا۔ اور
 دراصل عمو دیرا عشاء ہے۔ فلا نے پادری کا نطفہ ہے جب ستوا
 ہوا تو تھے جنگل میں کپڑوں میں لپیٹ کر کچھ چرا لیا اور اس کے پاس
 رکھ کر پتھر کے ستون پر رکھ دیا۔ وزیر پادشاہ شہر پار کا ترے
 باپ کے پاس جاتا تھا۔ لڑکے کی آواز سکر سوا اچھا دیکھ کر کیا
 سوار سے کہا آدمی کا زہید ایچہ ایک چھوٹے میں پڑا ہے وزیر سے
 اٹھو اگر بحفاظت تمام شہر لائے پاس بھیجا۔ پادشاہ لاوا لہا۔
 اوس نے بیٹا بنایا۔ حبیب جوان ہوا۔ تو امرا سے یہ تجویز کی کہ بار
 کے ساتھ اسکا نکل ہو۔ ماریہ کسی زوج کو پسند نہیں کرتی تھی
 اور اس لڑکے کا نام عمو رکھا تھا۔ کہ پتھر کے عمو سے اٹھایا گیا
 غیر حبیب ماریہ کو عمو کی حسن جوانی اور لیاقت کی خبر ہوئی تو نکل
 ہوا تھی ہوئی۔ نکل میں مہر پہنکر آئے لڑکے شرفی اور میں صاحب
 کرام قربان کا عین فتح کرے عمو صحابہ کے گرفتار کیا واسطے تھا
 ہزار لشکر لیکر مسلمانوں کی فتح کی طرف چلا۔ ماریہ سوسون۔ شہ امیر
 عیاض کو خبر دی۔ کہ عمو اس ارادے پر فوج لایا اور اس جگہ اتر ہے
 امیر عیاض نے امیر خالد بن ولید کو وزیر سوار دیکر بھیجا۔ امیر خالد بن
 ولید نے وزیر فوج کے چار گھڑے کے پانچ سو میں کی طرف اور پانچ سو
 یسار کی طرف اور پانچ سو پچھپے آپ پانچ سو سوار لیکر دشمن کی فوج کے
 پاس گئے اور گھوڑے دوڑائے۔ دشمن کی فوج بیدار ہو کر لپس ہو گئی
 امیر خالد نے ایک جرنیل کا فرکو قتل کیا اور عمو کو گرفتار کر لیا۔ باقی
 فوج ہٹا گئی۔ یقیناً سکھ رہے تھے اس نے عمو ہر سکھ چوڑوں نے
 قتل کر دیا۔ بنا امیر عیاض کے پاس چاکر اسلام لاؤن اور

کہوں کہ سوار و قلعہ میں لیجا کر اس کے شکست کو فتح کرادوں۔ امیر
 عیاض نے جواب دیا کہ تیرے دل میں فریب ہے تو سوچی ہے کہ اس
 فریب سے اپنے شوہر کو چوڑاؤن واصل وہ تیرا بیٹا ہے۔ اس نے
 کہا کہ کھاد دیکھ لیا تو جو نشان لکے ہر دیکھ تھے بھین پائے۔ ایک کان
 آباد سرائفان شمال سیاح و دیگر مان بیٹا لکھ لکھ روئے اور مسلمان
 ہو گئے ماریہ نے امیر عیاض سے پوچھا یہ خبر تم کو کس نے دی ہے کہ میرا بیٹا
 ہے۔ کسی فردیش کو اس کی خبر دی تھی۔ امیر عیاض نے فرمایا کہ حضرت
 علیہ السلام علیہ وسلم یہ سب قصہ چھوڑ کر سے آئے تھے پہلے فرمایا کہ میں
 کہ یہ عمو فلا نے پادری کا نطفہ ہے۔ ماریہ نے اوس سے حرام کا
 نطفہ لیا اور اس ارادہ پر آئی ہے۔ کہ چلے سے صحابہ کو باپ کے قلعہ
 میں لیجائے۔ اور قلعہ کے بعد وادہ عمو چھوڑے یا چھوڑے مگر
 عمو کو قید سے چوڑا لے یہ بات سنکر راریہ اور عمو مسلمان ہو گئے
 پس یہ اندرونی خبر دینی حضرت کی عالم شہادت سے مخفی ہے جسکو
 غیب کہتے ہیں۔ ایسا ہی انطاکیہ کے حصار میں جب صحابہ کرام گئے
 تو فلیطانوس شاہ روم نے انکرامی مسلمان ہونے کو صحابہ کرام کی فوج
 میں شام کی وقت آنا تھا۔ حضرت یوقنا نے باہم باتیں کرتے تھے۔
 یوقنا نے کہا تم کہاں جاتے ہو یہ سے کہ حفاظت کیوں لے گشت کرتا
 ہوں۔ یوقنا کو اس نے کہا سب سے کہ تم مسلمان ہو گئے تھے پھر پادشاہ
 روم کے پاس کیسے آئے۔ یوقنا نے بے بان اسلام لایا تھا۔ مگر اخلاق
 مسلمانوں کے پسند نہ آئے۔ اس لیے لے پادشاہ روم کے پاس آیا
 ہوں اور دراصل یوقنا فریب کر کے کو آئے تھے۔ ولی بن مسلمان
 تھے۔ فلیطانوس نے کہا مسلمان آجے ہیں اسلام اچھا ہے سب
 دینوں سے دین اچھا ہے سب پادشاہ ہوں سے مسلمان لہو دین

یہ قتلے کہا تھا کہ اس کلام سے ایمان معلوم ہوتا ہے فلپہلوانوس نے کہا
 ہاں میں اب سلاٹون کی فرج میں جانا ہوں ان کے امیر کے پاس اسلام
 ظاہر کروں۔ ابی یہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ حضرت
 ابو عبیدہ جراح امیر لشکر کا سوار آیا کہ امیر کا حکم ہے کہ فلپہلوانوس اس وقت
 نہ آوے۔ کل عین جنگ میں کفار کو پیچھے سے مارتا ہوا یہ قتلے کے ساتھ
 فتح کر کے آوے۔ اس وقت حضرت علیہ السلام نے اسکے ایمان
 کی اور آنے کی اور باہم اوسکے اور یہ قتلے کے کلام کو نیکی موقع خاص
 کی خبر دی۔ یہ عالم شہادت ہے اس شہادت کو تاریکی شب کی
 نہیں روکتی حضرت اور حضرت کے خواص اس وقت کا خاص ہے کہ
 رات دن برابر تھے اور نزدیک دور برابر تھے۔ زمین کے نیچے تخت
 الشرائع سے قاب قوسین تک برابر مشاہدہ فرماتے تھے۔ جیسا
 خواجہ خواجگان خواجہ حسین امیر جمہوری قدس سرہ جب خواجہ
 عثمان ہرونی کی خدمت میں ہیضہ کی۔ تو کہتے فرمایا تین روز تک
 اور ہزار دفع سورہ اخلاص پڑھو اور سورہ بقرہ پڑھو جب پڑھ چکے فرمایا
 میری دو انگشتوں کے درمیان دیکھ آسان کی طرف انگشتان بالا
 کے فرمایا اوپر دیکھ۔ دیکھا تو قاب قوسین تک نگاہ گئی۔ دونوں
 انگشت نیچے کر کے فرمایا۔ اب دیکھ۔ دیکھا تو تخت الشرائع تک نظر
 گئی پوچھا۔ کہاں تک دیکھا عرض کیا۔ کہ تخت الشرائع سے قاب
 قوسین تک فرمایا۔ اب کام تمہارا شروع ہو گیا۔ بعد ۲۰ سال بعد
 میں خواجہ کے ساتھ رہے تکمیل ہوئی ولایت کبریٰ ملی پس جو کچھ
 دل میں آتا ظہور پاتا۔ ایک دن خواجہ امیر جمہوری نے حضرت حمید الدین
 ناگوری کو فرمایا میرا سب بھون بچہ بنیاوردہ بودیم۔ ہرچہ بچہ ہوتے
 می شادی چون بچہ باہر آوردیم حاجت گفتن باشد۔ خواجہ حمید الدین

فرغ کیا کہ سریم علیہ السلام پیش از ولادت علیہ السلام مجرب
 سب مہوہ جات بلا طلب حاضر پاتین جب ولادت علیہ السلام
 کی ہوئی تو کچھ رشک کو ہاتھ سے ہلانکی حاجت پڑی کہ بلا وسے تو
 کچھ زمین گریں سلسلہ استیاب اور شجر دین انہا فرق ہے۔ شجر دین
 خیال کافی ہے سلسلہ اسباب میں ترتیب اسباب کی حاجت ہے
 خواجہ صاحب نے فرمایا۔ خوب گفتنی شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ
 حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ظہور کسی کا ہر وقت میں ہونا سب سے پہلے
 چھوٹی رات لظہور میں آئی۔ روز و شب روشن ہے۔ اور حضرت
 عیسیٰ کا کہنا کہ جو قدم ولایت کا حضرت نے اٹھایا وہاں بیٹے
 اپنا قدم رکھا۔ مگر قدم نبوت مستثنیٰ ہے حضرت کے مشاہدات
 عیسیٰ کا کہنا کہ شہادت میں در اللہ عیسیٰ کا کہنا کہ فرمایا یا معشر
 الانبیاء انکم اولیاء اللہ و اولیاء اللہ انکم تو مکرر یعنی اس جماعت
 انبیاء کی تم کو لقب دیا گیا ہے کہ وہ خیر دی گئی ہے کہ تم کو نہیں دیکھی
 میں علوم ظاہر و باطنی کے جو حضرت علیہ السلام پر وارد ہوئے
 ان کے ہم وارث ہیں جیسا خادم وزیر کا پاس وزیر کے حاضر ہے اور
 وزیر بادشاہ سے ہم کلام ہوتا ہے تو یہ سب سرار و زمر اور بادشاہ
 کے سننا ہے دوسرے نواب و امرا اپنے اپنے مناسب پر کھڑے
 ہیں وہ کچھ نہیں سنتے ان کے پاس حکم تحریری جاتا ہے اس حکم کو اپنی اپنی
 ولایت میں جاری کرتے ہیں نام انکا نائب السلطنت ہے اس خادم
 کا نام کوئی نہیں مگر جو اسرار و مولا و بادشاہ اور ولایت میں وہ اس کے
 دل میں ہیں انکا حال ہے اسکا نام دل میں ہے اور ان تحریری فرماتے
 کا نام نبوت اور رسالت ہے انکا جاری کرنے کا حکم ہے اور خادم کو پڑھ
 رکھنے کا حکم ہے اس واسطے ہی اور رسول پر اللہ اور اس کے

اور وہی ہے اختصار کرامت فرشتہ ہے جو ولی کرامت کو ظاہر کر سکتا ہے وہ
 باذن اللہ کر سکتا ہے نبی اور رسول کو اذن پہنچا سکتا ہے حکم ہے کہ خداوند سبحان
 نبی بالذات رب کوئی نہیں کر سکتا اور حضرت شاہ کوہ پیکار اسبہ فیما بین اور عالم برحق
 میں شہادت کر سکتا ہے جبکہ نام اسبق ہے اللہ نے فرمایا انا اللہ عظیم کہ انبی
 است کیو اسطے پر دعوتی کی دعا مانگو جو امر الہی ہو اسکا بجا لانا فرشتہ ہے
 جو فرشتہ مانگیا جاوے اسکی قبولیت میں شک نہ کرنا کہ فرشتہ کیونکر جب اللہ تعالیٰ
 نے اول منظور کر لیا تب تک جہاں اور ہی کا فرمایا جو شخص حکام الہی ہو وہ سب
 عزائم و مقاصد میں شہادت کر سکتا ہے اسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا انا اللہ عظیم
 کہ تم کو یہ عالم دیکھا دے گا اور عبادت کرو گے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اولیاء
 کے ہیں سب عبادت اللہ اور عبادت اللہ تعالیٰ اسبہ مردی کو زندہ کر دیا ہے کسی کو سونا کرنا
 یا ہڈی کو پتھر بنانا نہ سب کام اللہ تعالیٰ کے ہیں ولی کی دعا میں ہی دعا ہے
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا حکایت از امیر مسلم بن الحجاج علیہ السلام و اللہ تعالیٰ عظیم
 تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکوید کیا اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا نیست اور ارا
 بندہ کا فعل کام خدا کا اور حضرت عیسیٰ نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے
 عرق شدہ کو اس اہلی کشی زندہ دیا ہے کمال دینی صحیحین اعتراض شرعی نہیں
 کیونکہ دعا کام بندہ کا ہے قبول کرنا کام خدا تعالیٰ کا ہے اسبہ انکار کرنا
 سو جب انکار قدرت الہی کا ہے ایسا ہی دوسرے دیکھنا اور سننا دعا
 کا ساتھ ایجاد اللہ تعالیٰ ہے آدمی کوئی کام خود نہیں پیدا کرتا خالق الافعال
 اللہ تعالیٰ ہے فقط بندے کی کرامت اتنی ہے جو ارادہ کرے اس کو
 مطابق اللہ تعالیٰ وہ چیز پیدا کر دیتا ہے مگر وہی کا انکار کرنا ہے کہ اگر مرید
 میں کہ خدا تعالیٰ کو خالق الافعال نہیں جانتے ولی اور نبی کو خالق الافعال
 سمجھ کر شریعت میں حضرت علیہ السلام جب قرآن شریف صبح پڑھا
 پہاڑ پانی سے ٹپکتا ہے کہ بندہ کا سبب فعال ہے اور خدا تعالیٰ خالق ہے